Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم پیر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۲ رجب ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۲ ظہور ۱۳۵۳ہش ۔ ۱۲ اگست ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۸۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۲ ظہور ـــــ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی عام طبیعت اِن دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی چل رہی ہے۔

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں ؞

اِنسانی بلند پروازیوں کی جڑ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۰ء میں فرمایا:۔

"ایمان بالقدر تمام انسانی بلند پروازیوں کی جڑ ہے کیونکہ جب یہ یقین ہو کہ ہر کام کوئی نتیجہ رکھتا ہے تو انسان سوچ سمجھ کر عاقبت اندیشی سے کام کرتا ہے۔ دیکھو اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے.... مسلمان اگر مسئلۂ قدر پر ایمان مستحکم رکھتے تو ہمیشہ خوشحال رہتے۔ پھر جیسا ایمان ہو اسی کے مطابق اس کے اعمالِ صالحہ ہوں گے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، اخلاقِ فاضلہ، بدیوں سے بچنا۔ یہ سب ایمان کے نتائج ہیں۔

پھر اسی پر مومن سبکدوش نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ جو حق پایا ہے اسے دوسروں کو بھی پہنچائے اور اس حق پہنچانے میں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور صبر کی تعلیم دے۔ صوفیاء میں ایک ملامتی فرقہ ہے وہ بظاہر ایسے کام کرتا ہے جس سے لوگ ملامت کریں... حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خود ملامتی فرقہ ہوتا ہے۔ جب مومن کسی کو بُری رسوم و عادات کی ظلمت سے روکے گا تو تاریکی کے فرزندوں سے ملامت سُنے گا۔ میرا حال دیکھ لو کہ ملامتی فرقے والے مجھ سے زیادہ بدنام ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پس مومن کو کسی فرقے میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ حق کا مبلّغ اور اس پر مستقل مزاجی اور استقامت سے قائم رہے۔ پھر وہ ہر قسم کے دُنیا و آخرت کے خسران سے محفوظ رہے گا۔"

(خطبات نور جلد دوم صہ ۱۳۱، صہ ۱۳۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع ہو اور آپؐ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر اخلاق ثابت ہوتے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لئے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا... اب سمجھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپؐ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ موقعے نہیں ملے۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخاوت کا موقع ملا۔ آپؐ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں ایک کافر نے کہا کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اس قدر نہیں۔ آپؐ نے سب کی سب اس کو بخش دیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا کہ نبی کے سوا اور کوئی اِس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کر سکتا۔ مکّہ میں جن لوگوں نے دُکھ دیئے تھے جب آپؐ نے مکّہ کو فتح کیا تو آپؐ چاہتے تو سب کو ذبح کر دیتے مگر آپؐ نے رحم کیا اور لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ دیا۔ آپؐ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہو گئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاقِ فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے آپؐ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہؓ کو سخت تکلیفیں دی تھیں اور ناقابلِ عفو ایذائیں پہنچائی تھیں آپؐ نے سزا دینے کی قوّت اور اقتدار کو پا کر فی الفور اُن کو بخش دیا حالانکہ اگر اُن کو سزا دی جاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا مگر آپؐ نے اس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے صحابہؓ پر مؤثر ہوئے تھے اِس لئے آپؐ اسم بامسمّٰی محمّدؐ ہو گئے تھے، صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور زمین پر آپؐ کی حمد ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپؐ کی تعریف ہوتی تھی۔ اور آسمان پر بھی آپؐ محمّدؐ تھے۔ یہ نام آپؐ کا اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ کے دُنیا کو دیا ہے جب تک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ جبتک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت فرمایا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی محبوبِ الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کی جاوے۔ سچی اتّباع آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے... سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متّبع ہو اور آپؐ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے۔"

(ملفوظات جلد سوم صہ ۸۶، صہ ۸۷)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ ماہِ ظہور ۱۳۵۳ھش

اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کا بنیادی ذریعہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کو کُل ادیان اور پورے کُرۂ ارض پر غالب کرنے اور مسلمانوں کے زوال و اضمحلال کے زمانہ میں انہیں ترقی و عروج کی راہ بتانے کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ آپ نے یہ امر بڑی تفصیل اور شد و مد کے ساتھ ان کے ذہن نشین کرایا کہ وہ موجودہ کمزوری اور بے بضاعتی کی حالت میں محض ظاہری تدبیروں اور مادی کوششوں سے اپنا کھویا ہوا عروج و اقبال دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حیّ و قیوم، قادر و عزیز، ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کے ساتھ اپنا زندہ اور حقیقی تعلق قائم کریں، اسے اپنا کارساز بنائیں اور اُس پر توکل کرنا سیکھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مورد بن سکیں اور اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں تعمیر و ترقی اور عروج و اقبال کی مساعی بار آور ہو سکیں اور وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٥ (آل عمران ۱۴۰) کا خدائی وعدہ ان کے حق میں اُسی شان سے پورا ہو جس شان سے وہ پہلے پورا ہوا تھا۔

اسی ضمن میں ہم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت درد بھرے اور مؤثر ارشادات انہی کالموں میں ہدیہ قارئین کر چکے ہیں۔ آج ہم اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کہ آپ نے صرف ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے اور اُسی کا ہو رہنے کی تلقین پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس امر کو بھی بڑی شرح و بسط کے ساتھ واضح فرمایا کہ خدائے قادر و قدوس کے ساتھ زندہ تعلق کیسے قائم کیا جا سکتا ہے۔ سو اس ضمن میں آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ اور حقیقی تعلق قائم کرنے اور اُس کی تائید و نصرت کا مورد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور حقیقی معنوں میں متقی بنے۔ اس کے بغیر وہ کبھی خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی معیت حاصل کر ہی نہیں سکتے جیسا کہ خود قرآن مجید کی آیت إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ٥ (النحل: ۱۲۹) سے ثابت ہے۔ چنانچہ آپ نے تعلق باللہ کے ضمن میں تقویٰ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو، اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔" (ازالہ اوہام)

تقویٰ اللہ اختیار کرنے کی تلقین کرنے کے علاوہ آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ تقویٰ ایمان کی علامت اور اعمال حسنہ کے قبول ہونے کی لازمی اور ضروری شرط ہے۔ اگر دل میں تقویٰ نہ ہو تو کوئی نیک عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ الغرض کوئی نیک عمل بھی اُس وقت تک عند اللہ قبول نہیں ہوتا جب تک وہ تقویٰ کی روح سے مملوء نہ ہو۔ زوال و اضمحلال کے زمانہ میں یہ نہیں تھا کہ مسلمان نماز روزہ وغیرہ سے یکسر غافل ہو گئے ہوں لیکن یہ سب عبادات بے نتیجہ اور بے اثر ہو کر رہ گئی تھیں اس لئے کہ تقویٰ باقی نہیں رہا تھا۔ اسی لئے آپ نے تقویٰ کو ایمان کی علامت اور اعمال حسنہ کے قبول ہونے کی لازمی شرط قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

(۱) "ساری جڑ تقویٰ اور طہارت ہے۔ اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اسکی آبپاشی ہوتی ہے اور نفسانی جذبات دبتے ہیں۔" (البدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

(۲) "جہاں تقویٰ نہیں وہاں حسنہ، حسنہ نہیں اور کوئی نیکی، نیکی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ قرآن بھی ان لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔" (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) "ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جب اُس کے اندر تقویٰ ہو ورنہ قبول نہیں ہوتی۔" (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۴) "نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اُسی وقت قبول ہوتے ہیں جب انسان متقی ہو۔ اُس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔" (البدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

(۵) "قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے۔ اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اُس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کر کے سعدی کہتا ہے ؎

کلید در دوزخ است آں نماز ✿ کہ در چشم مردم گزاری دراز"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

جب تقویٰ کی روح سے مملوء ہونے کے باعث اعمال حسنہ عند اللہ مقبول ہونے لگتے ہیں تو انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ تعلق باللہ میں ترقی کرنے لگتا ہے۔ اس تعلق باللہ اور قرب الٰہی کا اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ اور حقیقی تعلق قائم کرنے کا ذریعہ تقویٰ کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

(۱) "یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے۔ خوارق کا ظہور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے۔ تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "جب تک خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہیں ملتا۔ اور خدا سے قریب کرنے والی بات صرف تقویٰ ہے۔ سچی آواز سننے کے لئے متقی بننا چاہیئے۔" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء)

جب تقویٰ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے اور اس سے زندہ اور حقیقی تعلق قائم ہو جائے تو تائید و نصرت الٰہی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور قدم قدم پر کامیابی و کامرانی اور فتح و ظفر کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اس کامیابی اور فتح کا اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے تقویٰ کو فتح کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

"آدم سے لیکر آج تک کسی کو تقویٰ کے سواء فتح نہیں ہوئی۔ فتح کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فتح صرف اس کو ہو سکتی ہے جس کا بحر تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہو۔ تقویٰ کا پودا قائم ہو جائے تو اُس کے ساتھ زمین و آسمان الٹ سکتے ہیں۔"

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

الغرض کامیابی و کامرانی اور فتح و ظفر کا ملنا تعلق باللہ پر موقوف ہے۔ اور تعلق باللہ کا بنیادی ذریعہ تقویٰ اللہ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف ترقی و عروج کی راہ بتائی بلکہ اپنی قوت قدسیہ کی مدد سے دلوں میں تقویٰ کا بیج بو کر اور اُس کی آبیاری کر کے تقویٰ شعار لوگوں کی ایک جماعت بھی قائم کر دکھائی جس کے نتیجہ میں اسلام کے دنیا بھر میں پھیلنے اور غالب آنے کی راہ ہموار ہوتی چلی گئی اور آج اسی تقویٰ شعار جماعت کے ذریعہ بتائید و توفیق الٰہی اسلام چار دانگ عالم میں پھیل رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متبعین کو انعامات عظیمہ سے مشرف فرماتا ہے

ارشادات مبارکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلی حوالہ کر دیتا ہے۔ اور کامل محبت اور اخلاص سے اس کی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی باقی نہیں رہتا تب اس کی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی میں پوشیدہ ہیں اس پہ کھلتے ہیں اور ابر نیساں کے رنگ میں معارف دقیقہ اس کے دل پر برستے ہیں۔ وہی معارف دقیقہ ہیں جن کو فرقان مجید میں حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ یعنی خدا جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی ہے۔ یعنی حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اس نے خیر کثیر کو پا لیا۔ سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقہ اُن کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں۔ اور کامل صداقتیں اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہیں اور تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان اُن کے لئے میسر کر دیتی ہیں جس سے بیان ان کا ادھورا اور ناقص نہیں رہتا اور نہ کچھ غلطی واقع ہوتی ہے سو جو جو علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلّہ و براہین اُن کو سوجھتے ہیں وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے مرتبہ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائید صمدی ان کی پیش رو ہوتی ہے۔ اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوارِ قرآن اُن پر کھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دُود آمیز روشنی سے کھل نہیں سکتے اور یہ علوم و معارف جو اُن کو عطا ہوتے ہیں جن سے ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق اور عالم معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتیں اور نہایت عمیق حقیقتیں اُن پر ظاہر ہوتی ہیں یہ ایک روحانی خوارق ہیں کہ جو بالغ نظروں کی نگاہوں میں جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہیں۔ بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کی قدر و منزلت دانشمندوں کی نظر میں انہیں خوارق سے معلوم ہوتی ہے اور یہی خوارق ان کی منزلت عالیہ کی زینت اور آرائش اور اُن کے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ علوم و معارف حقہ کی ہیبت سب سے زیادہ اس پر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اس کو پیاری ہے۔ اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور اخبار غیبیہ بھی اسے معلوم ہوتے ہیں اور ریاضاتِ شاقہ بھی بجا لاتا ہے اور کئی اور قسم کے خوارق بھی اُس سے ظہور میں آتے ہیں مگر علم الٰہی کے بارہ میں سخت جاہل ہے یہاں تک کہ حق اور باطل میں تمیز ہی نہیں کر سکتا۔ بلکہ خیالاتِ فاسدہ میں گرفتار اور عقائد غیر صحیحہ میں مبتلا ہے۔ ہر یک بات میں خام۔ اور ہر ایک رائے میں فاش غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبائع سلیمہ کی نظر میں نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اس کے منہ سے سن لیتا ہے تو فی الفور اس کی طرف سے دل متنفر ہو جاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر میں کسی طور سے قابل تعظیم نہیں ٹھہر سکتا گو کیسا ہی زاہد عابد کیوں نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے۔ پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنی علوم و معارف اُس کی نظر میں اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور کاملین دین کی شناخت کے لئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہیں۔ پس یہ علامتیں فرقان شریف کے کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہیں اور باوجودیکہ ان میں سے اکثروں کی سرشت پر اُمیت غالب ہوتی ہے اور علوم رسمیہ کو باستیفا حاصل نہیں کیا ہوتا لیکن نکات اور لطائف علم الٰہی میں اس قدر اپنے ہمعصروں سے سبقت لے جاتے ہیں کہ بسا اوقات بڑے بڑے مخالف ان کی تقریروں کو سن کر یا ان کی تحریروں کو پڑھ کر اور دریائے حیرت میں پڑ کر بلا اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ان کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہیں جو تائیدات الٰہی کے رنگ خاص سے رنگین ہیں اور اس کا یہی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے انہیں مباحث میں سے کسی بحث میں ان کی محققانہ اور عارفانہ تقریروں کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے تو آخر پر بشرطِ انصاف و دیانت اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ صداقت حقہ اسی تقریر میں تھی جو اُن کے منہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائے گی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئیں گے جن سے روز روشن کی طرح اُن کا سچا ہونا کھلتا جائے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۲۔ ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں، جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الٰہیہ جلد تر اُن کا تدارک کر لیتی ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۳۔ ازاں سعید لوگوں کے لئے کہ جو سچی محبت اور پُرجوش ارادت سے فرقان مجید کی ہدایتوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ صرف یہی امر آسان نہیں کیا جاتا کہ وہ دروغگوئی کی قبیح عادت سے باز رہیں۔ بلکہ وہ ہر کروہی اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادر مطلق سے توفیق پاتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات شنیعہ سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطوں میں پڑیں کیونکہ وہ دنیا کا نور ہوتے ہیں اور ان کی سلامتی میں دُنیا کی سلامتی اور ان کی ہلاکت میں دُنیا کی ہلاکت ہوتی ہے۔ اسی جہت سے وہ اپنے ہر ایک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر میں تمام نالائق باتوں اور فاسد خیالوں اور نادرست علموں اور ناجائز عملوں اور بے جا فہموں اور ہر یک افراط و تفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہیں اور کسی مذموم بات پر ٹھہرا نہیں پاتے۔ کیونکہ خود خداوند کریم ان کی تربیت کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو اُن کے شجرہ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اور یہ نعمت محفوظیت کی جو ان کو عطا ہوتی ہے یہ بھی بغیر ثبوت نہیں بلکہ زیرک انسان کسی قدر صحبت سے اپنی پوری تسلی سے اسکو معلوم کر سکتا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۱ تا ۵۵۲ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۴۔ ازاں جملہ ایک مقام توکل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے ان کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہیں آ سکتا۔ بلکہ انہیں کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے۔ اور نوید معرفت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ان کو بھاسے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئیں دور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایسی خوشحالی سے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا ان کے پاس ہزار ہا خزائن ہیں۔ ان کے چہروں پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھلائی دیتی ہے۔ اور تنگیوں کی حالت میں نہایت کشادہ دلی اور یقین کامل سے اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ سیرت ایثار ان کا مشرب ہوتا ہے اور خدمت خلق ان کی عادت ہوتی ہے۔ اور کبھی انقباض ان کی حالت میں راہ نہیں پاتا۔ اگرچہ سارا جہان ان کا عیال ہو جائے۔ اور فی الحقیقت خدائے تعالیٰ کی ستاری موجب شکر ہے۔ جو ہر جگہ ان کی پردہ پوشی کرتا ہے اور قبل اس کے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو ان کو دامن رحمت میں لے لیتی ہے۔ کیونکہ ان کے تمام کاموں کا خدا متولی ہوتا ہے جیسا کہ اس نے آپ ہی فرمایا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔ لیکن دوسروں کو دنیا داری کے دل آزار اسباب میں چھوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص ان لوگوں کے ساتھ ظاہر کی جاتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہیں کی جاتی۔ اور یہ خاصہ ان کا بھی صحبت سے بہت جلد ثابت ہو سکتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۴۹-۴۵۰
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"از آں جملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جس پر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قائم کیا جاتا ہے۔ اور ان کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبت الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے کہ ان کے وجود کی حقیقت بلکہ ان کی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار ان کے دلوں میں جوش مارتا ہے اور ایک خارق عادت اُنس اور شوق ان کے قلوب صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے اور آتش عشق الٰہی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگوں کو اوقات خاصہ میں بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اگر محبان صادق اس جوش محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں تو یہ ان کے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشاق مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جس کے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہیں اپنے رفیقوں اور ہم صحبتوں سے چھپائے رکھیں۔ بلکہ وہ عشق جو اُن کے کلام اور ان کی صورت اور ان کی آنکھ اور ان کی وضع اور ان کی فطرت میں گھس گیا ہے اور ان کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ ان کے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہیں سکتا۔ اور ہزار چھپائیں کوئی نہ کوئی نشان اس کا نمودار ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بزرگتر ان کے صدق قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں تو محبت ذاتی کے غلبہ سے بہ رنگ انعام ان کو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو شربت عذب کی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی تلوار کی تیز دھار ان میں اور ان کے محبوب میں جدائی نہیں ڈال سکتی۔ اور کوئی بلیہ عظمیٰ ان کو اپنے اس پیارے کی یاد داشت سے روک نہیں سکتی۔ اسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں اور اسی کی محبت میں لذات پاتے ہیں اور اسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں اور اسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو اسی کو۔ اگر آرام پاتے ہیں تو اسی سے۔ تمام عالم میں اسی کو رکھتے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اسی کے لئے جیتے ہیں اور اسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں اور باخود ہو کر پھر بے خود ہیں۔ نہ عزت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے۔ نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے۔ بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں۔ اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔ لا یدرک آتش سے جلتے جاتے ہیں اور کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں جلتے ہیں۔ اور تفہیم اور تفہم سے صُمٌّ بُکْمٌ ہوتے ہیں اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رسوائی کے سہنے کو تیار رہتے ہیں اور اس سے لذت پاتے ہیں۔

عشق است کہ برخاک مذلت غلطاند
عشق است کہ بر آتش سوزاں بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جاں نہ فشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۵۰-۴۵۱
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"از آں جملہ اخلاق فاضلہ ہیں جیسے سخاوت، شجاعت، ایثار، علو ہمت، وفور شفقت، حلم، حیا، مودت۔ یہ تمام اخلاق بھی بوجہ احسن اور انسب انہیں سے صادر ہوتے ہیں اور وہی لوگ بہ یمن متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت میں ان کو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہیں اور کوئی انقباض خاطر ان کو ایسا پیش نہیں آتا کہ جو اخلاق حسنہ کے کما ینبغی صادر ہونے سے ان کو روک سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتوں سے صادر نہیں ہو سکتی بلکہ اصل موجب اس کے صدور کا فضل الٰہی ہے۔ پس چونکہ یہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الٰہی ہوتے ہیں اس لئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نامتناہی سے تمام خوبیوں سے ان کو متمتع کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حقیقی طور پر بجز خدائے تعالیٰ کے اَور کوئی نیک نہیں۔ تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیاں اُسی کے لئے مسلّم ہیں۔ پھر جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اس ذات خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اُسی قدر اخلاق الٰہیہ اس کے نفس پر منعکس ہوتی ہیں۔ پس بندہ کو جو جو خوبیاں اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں ہے۔ سو اخلاق فاضلہ الٰہیہ کا انعکاس انہیں کے دلوں پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بھرے ہوئے جوش سے اخلاق فاضلہ ان سے صادر ہوتے ہیں اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۵۱-۴۵۲
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"منجملہ ان عطیات کے ایک کمال عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے۔ یعنی وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصان ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور بشہود کبریائی حضرت باری تعالیٰ ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار میں رہتے ہیں۔ اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطا واری سمجھتے ہیں اور ان تمام کمالات کو جو اُن کو دیئے گئے ہیں اس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور تمام نیکیوں کا چشمہ اسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے ان کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہیں اور عظمت الٰہی کا پُر جوش دریا ان کے دلوں پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزار ہا طور کی نیستی ان پر وارد ہو جاتی ہے اور شرک خفی کے ہر ایک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہو جاتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۵۳
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"منجملہ ان عطیات کے ایک یہ ہے کہ ان کی معرفت اور خداشناسی بذریعہ کشوف صادقہ و علوم لدنیہ و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں اور عالم ثانی میں ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس میں سے ان کی نظر عبور کر کے واقعات اُخروی کو اسی عالم میں دیکھ لیتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۵۳
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف میں اس اُمت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور جو محض حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۳۵)

"اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیا داروں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالات الٰہیہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ حدیث النفس نہیں ہوتا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۰)

"اس (قرآن شریف) میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کامل طور پر اس کی پیروی کرتا ہے تو خدائی طاقت کے نمونے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معجزہ کے رنگ میں اس کو دکھائے جاتے ہیں۔ اور خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اس کو اطلاع دیتا ہے۔" (ضمیمہ چشمۂ معرفت صـ۳۲)

۱۲- قرآن کریم کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنیوالے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (ضمیمہ چشمۂ معرفت صـ۴۰)

۱۳- جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر خدا کی رحمت اس کو دستگیری کرتی ہے اور خارق عادت طریقوں سے اس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔ (ضمیمہ چشمۂ معرفت صـ۵۵)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ (واقفین زندگی)

امسال جامعہ احمدیہ میں واقفین زندگی طلباء کے داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہوگا۔

مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء میں فیصلہ ہوا تھا کہ "ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:-

"ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرون پاکستان تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کریں۔ اس وقت ایک تو ہمارا طریق جامعہ احمدیہ میں داخل کرکے باقاعدہ مربی بنانے کا ہے۔ لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم ختم کرکے وہ باقاعدہ مربی بنتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے۔" (الفضل ۸ر جون ۱۹۶۶ء)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ:-

"ہم نے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے اور قرآن کریم کی اشاعت کے لئے . . . . جماعت کو اس وقت جتنے واقفین کی ضرورت ہے اتنے نہیں آرہے۔ باہر کا ہر ملک لکھ رہا ہے کہ یہاں لوگ ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ مبلغ کم ہیں۔ ہماری طرف مبلغ بھجوائیں۔ میں نے مٹی یا آٹے کے بت بنا کر تو نہیں بھیجنے۔ جب تک جماعت اپنے بچے وقف نہ کریگی . . . . اس وقت تک دنیا کی اور جماعت کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔"

(الفضل ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ ایف اے، بی اے، ایم اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

امید ہے کہ تمام ضلعوں کے امراء کرام طلباء کو زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کی تلقین فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں کما حقہٗ کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر تعلیم)

اعلانِ داخلہ طبیّہ کالج ربوہ

طبیّہ کالج ربوہ میں فرسٹ ایئر تا فورتھ ایئر داخلہ مورخہ ۲۰/۸/۷۴ سے شروع ہوگا۔

معیار داخلہ:- میٹرک یا ایف اے پاس۔

لائبریری، میوزیم اور لیبارٹری کا انتظام موجود ہے۔ طلباء کو عملی ٹریننگ کی سہولتیں بھی حاصل ہیں۔ ہوسٹل کا انتظام بھی ہے۔ صاف ستھرا تعلیمی ماحول۔ پراسپکٹس اور فارم داخلہ دفتر سے طلب فرمائیں۔

(پرنسپل طبیّہ کالج ربوہ)

وصایا

(۱۴)

مسل نمبر ۲۱۷۷۵

میں امۃ القدیر زوجہ ملک محمد سلیم صاحب پنشنر قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۶/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

۱- مکان ایک عدد محلہ دار العلوم ربوہ مالیتی اندازاً -/۱۵۰۰۰ روپے

۲- زیور طلائی وزنی ۳ تولہ مالیتی -/۱۸۰۰ "

نوٹ:- حق مہر دو ہزار روپیہ نقد وصول کرکے مکان کی ابتدائی تعمیر میں خرچ کر چکی ہوں۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ:- امۃ القدیر مکان نمبر ۱۲/۲ محلہ دار العلوم غربی ربوہ۔

گواہ شد:- عبد اللطیف خان کاٹھگڑھی۔ صدر محلہ دار العلوم غربی۔ ربوہ۔

گواہ شد:- محمد سلیم (خاوند موصیہ) دار العلوم غربی۔ ربوہ۔

مسل نمبر ۲۱۷۷۶

میں بشریٰ ضیاء زوجہ ضیاء الرحمٰن صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۵/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

۱- حق مہر بذمہ خاوند -/۲۰۰۰ روپے

۲- زیور طلائی وزنی ۳ تولہ ۳ ماشہ قیمت اندازاً -/۱۵۰۰ "

۳- ایک گھڑی پرانی قیمت اندازاً -/۵۰ "

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:- بشریٰ ضیاء زوجہ ضیاء الرحمٰن صاحب دار العلوم شرقی۔ ربوہ۔

گواہ شد:- ضیاء الرحمٰن وصیت ۲۱۰۵۱ (خاوند موصیہ) دار العلوم شرقی۔ ربوہ۔

گواہ شد:- صوفی عبد الغفور کارکن وقف جدید وصیت نمبر ۱۴۳۸۵ ربوہ۔

ضرورت سیلز مین

ہمارے جنرل سٹور کیلئے ایک سیلز مین کی لاہور میں فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب امیر جماعت یا صدر حلقہ کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر خود ملیں۔

طاہر احمد طاری ۲۳ فردوسی سٹریٹ

۴۵ پونچھ روڈ۔ اسلامیہ پارک۔ لاہور۔

شہزین۔ شہزین۔ شہزین

مرض اٹھرا کی مؤثر ترین دوائی

حکیم نظام جان اینڈ سنز

گوجرانوالہ — ٹنڈو محمد خان — گول بازار ربوہ

فون نمبر ۶۳۸۔ دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گولبازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے اور ابدی حیات حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے

وہ راستہ یہ ہے کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بنیادی تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:-

"ہر شخص کے دل میں یہ یقین ہونا چاہیئے کہ کوئی رُوحانی برکت یا حقیقی جسمانی فیض حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ باقی ظاہر میں دنیوی لحاظ سے بعض کامیاب بھی ہو جاتے ہیں لیکن یہ عارضی خوشیاں ان مسرتوں کے مقابلہ میں نہیں رکھی جا سکتیں جو ایک عاجز انسان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ رُوحانی سے اپنے رب سے حاصل کرتا ہے۔ پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اس معنی میں خاتم النبیین مانا جائے کہ کوئی روحانی برکت اور آسمانی فیض آپ کی وساطت اور آپ کے طفیل کے بغیر انسان حاصل نہیں کر سکتا۔

دوسری بنیادی چیز اور اہم تقاضا جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اِس دنیا کی حقیقی زندگی آپ کے بغیر انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انفال میں فرماتا ہے:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ
اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ
(سورۃ انفال ع ۳)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حیات بخش ہے۔ اس آیت کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ آپ کی اطاعت کرنا، آپ کی بات کو ماننا، آپ کے کہنے پر چلنا حیات بخش ہے یعنی اس سے زندگی حاصل ہوتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص آپ کی بات کو قبول نہیں کرتا اور آپ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھنے کے لئے تیار نہیں وہ حقیقی حیات اور سچی زندگی سے محروم ہے پس معلوم ہوا کہ جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانتے نہیں ان میں جو زندگی ہمیں نظر آ رہی ہے وہ اس زندگی کے مانند اور مشابہ ہے جو چھپکلی کی دُم میں ہوتی ہے۔ جب دُم اپنے جسم سے کٹ جاتی ہے تو کئی منٹ تک وہ ہلتی رہتی ہے اس میں حرکت ہے اور اس میں بظاہر زندگی کے آثار ہیں لیکن حقیقی زندگی نہیں ہے اس کو ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ جب دُم کٹ گئی تو اس دُم کی کیا زندگی ہے۔ بعض دفعہ پندرہ پندرہ منٹ تک چھپکلی کی دُم اپنے جسم سے کٹنے کے بعد زندگی کے مشابہ ایک چیز ظاہر کرتی ہے اور انسان اسے بخوبی سمجھتا ہے۔ جو زندگی ابو جہل کی ہمیں نظر آتی ہے یا جو زندگی فرعون کی ہمیں نظر آتی ہے یا جو زندگی دوسرے ان لوگوں کی ہمیں نظر آتی ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی آواز کو ٹھکراتے ہوئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے مقابلہ میں گزاری ہے وہ چھپکلی کی دُم کی زندگی ہے اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی اِس لئے کہ زندگی جن چیزوں کا مجموعہ ہے وہ اس زندگی میں ہمیں نظر نہیں آتی لیکن یہ خود ایک مستقل اور لمبا مضمون ہے میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ اصولاً میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حقیقی زندگی پانے کے لئے اور ابدی حیات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے والے ہوں۔

تیسرا تقاضا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔
(سورۃ احزاب ع ۳)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ انسان کو صحیح الفطرت پیدا کیا گیا ہے۔ بہت سے انسان جن کی جسمانی فطرت مسخ ہو چکی ہو ان کے دل میں فطری اور طبعی طور پر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے تعلق پیدا ہو جائے اور اِس زندگی کے بعد جو دوسری زندگی انسان کو ملنے والی ہے یعنی اخروی زندگی اس کی خوشحالی زندگی بنے۔ اور اس کی طبیعت اندر سے یہ پکار رہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے اور آخرت کی نعماء کا وارث بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے۔ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ایسے لوگوں کی فطرتی آواز کو قبول کرنے کے لئے اور ان کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ہم دُنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر خدا کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہو جو تمہاری فطرت کی آواز ہے، اگر تم اخروی زندگی کی نعماء پانا چاہتے ہو، اگر تم خدا تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کا مظہر بننا چاہتے ہو تو تمہارے لئے صرف ایک راستہ کُھلا ہے اور وہ راستہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ پس تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو اپناؤ۔"

(الفضل ۱۴؍ اپریل ۱۹۷۱ء ص ۲، ص ۵)

نوجوان وقف کے لئے اپنے نام پیش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"تبلیغ کے لئے تیاری کے ضمن میں ایک ضروری تحریک وقفِ زندگی کی ہے پہلے پہل جب یہ تحریک کی گئی تو بہت سے نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے تھے مگر اب اتنے نہیں کرتے۔ اِس لئے میں پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ ... پس گریجوایٹ یا انٹرنس پاس مولوی فاضل نوجوان اپنی زندگیوں کو وقف کریں۔ جلد از جلد ضرورت ہے کہ نوجوان اپنے نام پیش کریں۔"

(الفضل ۱۰ فروری ۱۹۴۲ء)

آجکل اُن واقفین کی زیادہ ضرورت ہے جن کو جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ دینی تعلیم دلوائی جائے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے کم از کم میٹرک پاس اور غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ جامعہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ تعالیٰ موسمی تعطیلات کے بعد ہو گا۔ میٹرک پاس نوجوانوں سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے نام پیش کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواستِ دعا

میری ہمشیرہ محترمہ بیگم سعیدہ اصغر صاحبہ دختر قاضی عبد الحمید صاحب عرصہ پانچ ماہ سے بیمار ہیں۔ عنقریب ان کا لاہور میں اپریشن ہونے والا ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و بزرگانِ دین اور احبابِ سلسلہ سے التماس ہے کہ وہ دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری ہمشیرہ کو مکمل شفا بخشے اور صحت والی اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

(شمیم اعجاز بیگم اعجاز احمد خان۔ راولپنڈی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴